ہوئی جو حملہ آور جو عثمانیان
قیامت ہوئی ایک برپا وہان

ہوا تیغ برّان سے وقت نبرد
سر قوم جون ریزہ سرب خورد

ہوا فوج ہمراہ بر وقت تنگ
گیا ہمرہ جنگ ناموس و ننگ

شہنشاہ روس الگزندر جوان
کہ تھا قاف سے قاف تک حکمران

یہ شجاعی و جوان مرد تھا
بہ شمشیر و گرز افگنی فرد تھا

ہوا اُس کے اس حال کی خشمگین
لیا ساتھ سب ایران بھر کین

لیا عبرتنامہ ان سے بھی مشورا
کہ ترکون کی ہے گوشمالی روا

بہم مل کے پھر ایک نامہ لکھا
کہ ترکون سے کی کجروی برملا

جو ہو صلح ہم کو نہین شوق جنگ
اگر جنگ ہو کچھ نہین عار و ننگ

نہین ملک چاہون نہ دولت نہ مال
مگر مجھکو منظور ہے گوشمال

کیا جب کہ مضمون نامہ بگوش
تو کھایا بہت خون سلطان نے جوش

تھا ایک گلدستہ انجمن
معطر ہوا جس کی بو سے چمن

ہوئے پھر تدبیر آراستہ
جوانان ذی عقل دانو خاستہ

کہ ملکی ہر ایک نئی ای زیب باغ
جو منظور ہو بوئے بدی فراغ

تو قوم نصاری سے یکبارگیان
کیا جائے اوس ملک پر حکمران

فرو ہو یہ ہنگامہ ناروا
نہ اٹھے کبھی فتنہ برملا

چونہ [illegible] ہوگر بہرہ اوری
تو ہم سے نہین چارہ یاوری

تمہ نظم [illegible] جان عالی جناب
لگے لکھنے کھا کھا کے پیچ و تاب

نہ ہو کچھ تم سے پروائے کار
کہ اپنا ہے یاوری رسا کردگار

خدای ہے اپنی غرض کا کام — کہ لبریز ہے یاں تمنا کا جام
مجھے چشم یاری ہی اللہ سے — مجھے شہریاری ہے اللہ سے
نہ پابندا پنے ہے اپنا مرا — نہ وابستۂ غیر شکوہ مرا
کہاں ہے وہ عہد اور پیمان خاص — کہاں ہے وہ دین اور ایمان خاص
ابھی تک ہمیں ہی خیال وفا — کہ بے عکس آئین دین ہے جفا
یہاں سلطنت کا رہا دو سے کام — کہ اک تیغ اور دوسرا لطف عام
کیا تیغ سے سربلند نگوں پست — یگانہ ہوئی لطف سے خود پرست
کیا جس نے یاں دعوی خودسری — نہ باقی رہا خود نے سروری
جھکا جس کا فرق ادب سے در — تو اوس کو عنایت ہوا تاج زر
عدو کے لیے ہی یہاں راہ تنگ — نہیں دوستوں کو کوئی عار و ننگ
سنے جب یہ گفتار شاہ زمن — پریشان ہوا جلسۂ انجمن
ہر اک اپنی جا پر سے گئے نرم نرم — ستارے کہاں جب خورشید گرم
ہوئی اگلندر کو بھی یہ خبر — زبس غرق حیرت رہا بیشتر
نہ سمجھا کہ وہ نونہال بلند — عجب کیا جو پہونچائی بیم گزند
نہ جانا کہ وہ کوکب خانہ تاب — تجلی ہے چون سایۂ آفتاب
نہ جانا کہ ہیں شیر ارجمند — کمان رسن ہی مآل کمند
نہ جانا وہ اسکندر فیلقوس — مسخر کرے گردن دیو روس
مگر کر چکا تھا وہ آہنگ جنگ — نکالت تھا باعث عار و ننگ
ہوا جبکہ اندیشۂ عزم جزم — کیا ترک سیل شبستان بزم

مہیا کیا ساز اسکندری ۔ کہ تھا دعوی پلہ اخضری
اور ہر سے شہنشاہ گردون رکاب ۔ ہوا صرف سامان نصرت مآب
کوئی اور بھی جام مینائے مے ۔ پلا مجھکو اے ساقی نیک پے
لکھون کیف مین حال جنگ عظیم ۔ کہ ہو دور آخر مجھے دور میم

آغاز جنگ روم و روس

دو جمشید سالار لشکر ہوئی ۔ دو جمشید عزم سکندر ہوئے
ہوئے دونون آئینہ آبرو ۔ ہوئے دونون گنجینہ آرزو
تھا ایک اسفندیار دلیر ۔ ہوا ایک چون رستم شیرگیر
بنے وہ دونون چون شمع انتظار ۔ کہ ہو مثل پروانہ عالم نثار
جمے دونون صہبا دماہی ربا ۔ کہ تا شصت بچلے ہو کسکی رہا
دو لشکر روان پھر ہوئے جیحون ۔ تحرک ہوا آسمان و زمین
وہ لشکر جسے لطمہ موج یم ۔ وہ لشکر بنے روکش سیل رم
جب وہ دونون جو تھے مثل کوہ گران ۔ تہرکی دونون دونون طرفسی وہان
ہوا ایک بلغار مین خیمہ زن ۔ کیا دوسرے نے پلونہ وطن
کسی نے لیا لشکر بے شمار ۔ کسی نے کیا اپنا غیرونکو یار
جو تھے بدسگالان سلطان زمن ۔ ہوئے انگلند کے یار و معین

جو تھے قوم تیرہ کی برگشتہ بخت — اقامت گزیں وہ ہوئی زیر تخت
جو تھے تیرہ چشم خانہ خراب — گئے چھوڑ وہ جلوۂ آفتاب
یکایک سُنا مخبر روم سے — کہ نکلی ہے بیدادی شوم سے
امنڈنے لگا لشکر تیرہ بخت — ملا بحر عمان سے سیلاب سخت
مگر شاہ نے باتحمل تمام — رکھا مثل پرکار مرکز سے کام
نہ ایوان سے میدان کیجانب بڑھا — چو کوہ گران ایک جا پر رہا
ولے شاہ سے بھر عبد الکریم — ہوا اذن رخصت بہ جنگ عظیم
کہ تو ہمرہ لشکر بیکران — ہو دینوب کو مثل دریا روان
ملا حکم دربار سلطان سے جب — ہوا یہ بہادر قرین طرب
ہوئے اسکے رہبر گویا جبرئیل — چلا مثل موسیٰ سوئے رود نیل
ہوا مثل آتش بلندی گرا — نہ بیٹھا اٹھا بلکہ دود فضا
بہ تا تیر سیلاب آہن رُبا — ہوا ہوش گم لشکر روس کا
و بیران رومی سے مل برملا — دو دریائے آتش ہوئی موجزا
وہ برسایا باران توپ تفنگ — گئے بھاگ صحرا سے تیر و پلنگ
رہا چند مدت یہ دستور جنگ — نہ بدلا کچھ اسباب ظاہر کا رنگ
جو دیکھی یہ طرز دلیری روم — ہوئے غرق بحر تحیر وہ شوم
بنایا بغرض ایک جسر بلند — کہ لشکر کو پہونچے نہ سُم گزند
مزاحم نہ ترکان رومی ہوئے — بہ تدبیر خاموش و ساکت رہے
نہ تیرہ کمان سے لیا اپنا کام — نہ قصہ کیا روسیون کا تمام

غرض جب کہ دیکھا سارت نہ قصر ... ہوئے چل بیچارے سب روسی فرار
گئے بحر حسرت میں سب جب ثمر ... تو ظلم و اذیت پہ باندھی کمر
کیا پائمال اہل آب ... غریب اور مسکین کو ستایا
سپہ برگ گلشن کو غارت کیا ... سپہ دانہ خرمن کو غارت کیا
نگاہ غضب کو ہے پا لینے ... بنا سبب کو لٹایا گئے
لیا شیوہ جور و غارت گری ... مٹایا نشان سروری
کیا لشکری نے جنوں پر پشت ... گیا طبع سے چوب گشت
نہ یہ جور اہل وفا پہ کیا ... ہوئے آپ مستوجب صد جفا
سپاہ سے آئی نہ شرمندگی ... نخوت سے شد از رہ بندگی
تاسف کہ اس ملک کے پیشوا ... کہیں تھی ترکوں کو پا بند آز
تاسف کہ خود ملک غارت گرا ... سر فوج ترکان پہ تہمت ہے زن
رہا کچھ نہ عدل و انصاف اور ... تو لب گئے دنیا و دین کی مراد
اگر دعوی ملک رانی ہے ... تو بہتر ہے سلطان بنیاں کرے
بنا آپ ہی جبکہ گرگ و پلنگ ... کیا قافیہ اپنی رعیت کا تنگ
رہے قول استاد کا بھی خیال ... یہ فرماتے ہیں سعدی خوش مقال
میان ترکس را یکی نشد ہے ... کہ سلطان شبان ست و عامے گلہ
قیامت ہے اس شہ سے بازخواست ... کیا جس نے کار جہان کو نہ راست
وہ سر کشی ہر سو آئی نہ نظر ... کرے ہے اب تکلفت سوز و گداز
نہ وہ مئے وہ مئےکدہ لبریز ساغر ... رہا ہے کہ غم صد سے باہر ہے

مقابلہ روم و روس

در پلونہ

در یغا کہ بہر تمنائے مال
حریصان منعم کو پہونچے زوال

یہ رفتار دوران ناپائدار
کرے سینۂ حرص و نخوت فگار

کمان کھینچکر تیر باران کرے
ہدف بہر تخریب انسان کرے

بچا اس نشانہ سے وہ ذی شعور
رہا مثل مرغ ہوائے جو دور

کیا جسنے کچھ غرہ عز و جاہ
سراسر ہوا وہ خراب و تباہ

ہوائے خودی سے لیا جسنے کام
ہوا کام آخر کو اوس کا تمام

یہ دنیا ہے بازیچۂ کودکان
یہ دنیا ہے اک جیفہ طالبان

تمنائے دنیائے دون ہی ثمر
کرے پادشاہون کو زیر و زبر

بہت پادشاہان گردون وقار
بہت پادشاہان ذی اقتدار

بہت پادشاہان گردون رکاب
بہت پادشاہان عالیجناب

بہت پادشاہان دارا حشم
بہت پادشاہان خیل و خدم

ہوئے اس کی خواہش میں آخر تباہ
بہ یک قہر میں سے گئے برگ کاہ

بچائے رب اس سے رب کریم
نہیں اسکی پروا کہ ہر دو بیم

گزارش گر داستان ستیز
یہ کرتا ہے موزون زبان اپنی تیز

عجب روسیان سیہ کار و زشت
کہ تھی کی خونریزی و جنگ و کشت

کہ زیر و زبر و غارت کیا
[illegible]

سنی جب کہ سلطان نے یہ دارو گیر
ہوا پر غضب سن کے حال شریر

وبیرون دوڑ کو کرکے طلب
دیا حکم لکھ جلد فرمان اب

کہ سالار عثمان جنگ آزمای
بہت جلد ہو اپنی میدان کو جائے

ہوا جبکہ عثمان کو یہ حکم شاہ
کیا اپنی ہمت کو وقف سپاہ

کیا ایک لشکر کو آراستہ
پے جنگ بدخواہ ناخواستہ

وہ لی اپنے ہمراہ فوج عظیم
کہ جس سے ہوا قلب دشمن دو نیم

وہ سب کاروان قواعد شناس
تھے ایمان کامل میں محکم اساس

وہ تھے نوجوان ماہوت پوش
سجا گستری جامہ آتش فروش

تھے بے حد و جملہ حساب شکوہ
پُر از گرز دم و مار مانند کوہ

بفرہنگ آہنگ ناموس ننگ
بجنگ نہنگان تھے شیر پلنگ

پے صید و نخچیر سب درع پوش
تھی وہ مثل صیاد وادی بدوش

سپہدار ہی بصد کر و فر
سلاح و سلب کو کیا زیب بر

نزاہ سے کیا بس ظاہر کو تنگ
سراپا ہوا محو دیدار جنگ

ہوا باب عالی کیجانب روان
کہ تا اذن ہو بہر جنگ یلان

رہا جب مکان قرب پرتاب تیر
ادب سے کھا ہو مؤدب دلیر

کیا اس نے مثل کمان تیر شد
کہ تا خاک در سے نہ ہو صبہ رد

سنہ جب کہ صیاد نے دو بدو
کہ آتا ہی شہہا نہ جان عدو

ہما کیطرح ظل گستر رہا
بدیہہ آفرین خوان سرور رہا

ہوا پیش گستری اس کا شیوہ رہا
ستایش گری کا رغبتا رہا

نہ آیا جو لطف و مدارا سے باز — جھکا بہرِ پابوس گردن فراز
کفِ شاہ پر عزمِ بیعت کیا — شہنشاہ نے اس کو رخصت کیا
بصدق و صفا از رہ کسب آب — گیا ماہ اور ہو گیا آفتاب
یہ سمجھا کہ جب تک چھوٹیگی روم — کبوتر نہ ہو دامنِ مرز بوم
رہے گا اگر جغد سیرت بدیر — تو زاغ و زغن بھی ہوں جنسِ شیر
غرض عندلیب زبان کر کے تیز — کی آراستہ فوج بہرِ ستیز
ہیون سُبک سیر پہ ہو سوار — اُڑا اور اسنے مانندِ بانگِ ہزار
بلونہ ہی پہونچا ز راہ صواب — قضا ہمعنان تھی قدر ہمرکاب
کیا ایک محکم حصار بلند — کہ تا ترکوں کو پہونچے نہ بیم و گزند
ستمان چاہیے مرد آتش فروز — کہ گر رک کہن بھی ہو جنبی ستوہ
کیا ایسا خندق میانِ حصار — نہ ہو پار اندیشہ ہوشیار
گذرگاہِ دشمن ہوئی پرگزند — نہ آہن سے پل سیم و زر سے بلند
مہیا کیا اس طرح سازِ جنگ — نہ ہو منکشف تا کہیں از خدنگ
وہ کی نصب ہر سمت توپ تفنگ — کہ ہو جسطح اژدہائے سترگ
ہوئی آتشِ قہر جب فتنہ زا — کیا اُس نے بھی عزم پیکار کا
ملکوف و اسکوف ملو فجران — ہوئے مستعد بہرِ حرب یلان
سپہدار ان کے سوا اختیار — نہ صد فی دو صد بل ہزاران ہزار
لئے اپنے ہمراہ فوج گران — عنان در عنان و سنان در سنان
وہ بھی نیزہ بازی میں سب چیرہ دست — کریں دم میں بہرام گردون کو پست

وہ تھے جد شیر افگن و شیر گیر | کرین دم مین تنہا شیرون کو قتل و اسیر
لیا سب نے یون کو پیش سپاہ | کہ تا ہو نہ دشمن کہین سد راہ
ہو، پھر یہ حکم شہنشاہ روس | کرو حملہ دشمن پہ چون اشکبوس
چلو نہ یہ یکبارگی ملکی سب | کرو پھر تجربہ جان طرب
اگر دشمنی یا کہ ہو جسمنی | شکستہ ہو بازوئے آہرمنی
ہر ایک تر تازی مین تھے شلنگ | ہر ایک جست خیزی مین چوری فنگ
خیالات ناقص مین وہ فتنہ زا | تھی سب ہمرہ و ہم تنگ و ہم صدا
ہوا گرم جنگاہ کارزار | بڑھا اور گھٹا مدعائے تتار
اڑا کوئی مانند زیب نگار | رہا کوئی چون موج غم بر کنار
یمین و یسار اون کا دو ہیر | کبھی چون کمان گاہ مانند تیر
ہوا تیرگی زا یہہ دود سیاہ | زمانہ وہ ہو چین کی گھٹا بن گیا
وہ اٹھ اٹھ کے بیٹھا غبار زمین | کہ اشکال چون نقش پا نگین
کبھی سوئے خندق تھا انکا گذر | کبھی تھی حصار برین پر نظر
کبھی ایک آواز مین لاکھ فیر | کبھی ہر تنگ و دو مین تھا غوقم
ادھر بھی بہ ترکان طاعت گذار | بکار خداوند مصروف کار
وضو خون دل سے بنائے ہوئے | سپے سجدہ گردن جھکائے ہوئے
کبھی تھا رکوع و سجود نیاز | کبھی تھا قیام و قعود دراز
کبھی گرم سعی طواف جہات | کبھی فدیہ تحفہ صلوات و زکوٰت
کبھی ہمکنار محراب شمشیر کو | کبھی کھینچنا بانگ تکبیر کو

کیا کام جو زور قسمت نے
ہرگز دکھایا وہ شمشیر نے

نکل کر ہوئے ترک مصروف جنگ
کہ شیروں کو تھا پاس ناموس و ننگ

دو لشکر ہوئے جب کہ سرگرم کین
ہلی اوس کی بھونچال سے وہ زمین

دہلنے لگا آسمان کہن
لرزنے لگا برگ دیار چمن

خیالوں سے معدوم تھی برتری
تھی سر سے تھا دعوی سروری

کوئی سوئے جنت روانہ ہوا
کسی کا جہنم ٹھکانا ہوا

وہ روشن ہوئی آتش [illegible]
بڑی رزم گہ قبلہ گاہ مجوس

بہت سی توپیں دست برد ہرز
ہوئے آب پیکان غازی سے سرد

مگر ترک جنگی ہوئے چیرہ دست
دلیران روسی نے کھائی شکست

بیان تو یہ تھا حال رزم بلا
سناؤں ادھر زار کی داستان

تحریص شہنشاہ زار
بجنگ و پیکار

سنی اس نے جب سختی کارزار
یہ اٹھا کہ جیسے لپٹا ہو مار

اٹھا اسپ پر تو بتنگ وقت پگاہ
گیا خیمے سے جانب قلب گاہ

ہوا گام فرسا بہی ہوشیار
یہ دیکھا کہ لشکر ہے زار و نزار

شکستہ ہے پائے مردانگی
ہے مسقوط اسباب فرزانگی

چمکتا ہی وہ جلوۂ آفتاب ہو ۔ دلیروں کا ہے ابرِ نخوت سحاب
پکارا کہ اے افسرانِ سپاہ ہو ۔ مہیا ہے سب ساز و برگِ پناہ
اگرچہ ہی سامانِ جنگ و جدال ۔ نہیں پھر بھی کچھ تمکو فکرِ مآل
نہ پہنو لباسِ زنانِ عروس ۔ وگرنہ ہو معدوم سامانِ روس
ہلو نہ نہ خار اسے نے بیستون ۔ ہوئے قتلِ تیشہ کی کیون سرنگون
بڑھا طعنِ طاعن سے جوشِ غضب ۔ ہوئی فوج مصروفِ تدبیر سب
اگر وہ ہین آہن تو تم موجِ آب ۔ ادھی موج ہو کارِ آتش خراب
کہا یون بہ یاریِ اقبال و بخت ۔ کمر کرین عزمِ پیکار سخت
اگر ہے یہ ہی گرمیِ رستخیز ۔ نہیں ہی ہمین جان دہی مین گریز
بہت شہ نے لطف و مدارا کیا ۔ کرم پہ کرم آشکارا کیا
وہ سب مضطرب اور بحالِ تباہ ۔ گئے رزمگہ سے سوئے خوابگاہ
پلایا قبا اور جامِ شراب ۔ کہ اس غم سے ہر دل کو ہی اضطراب
وہ مژدے کہ گردوں نشیں ہو عزمِ جنگ ۔ وہ مژدے کہ خورشیدِ تابان ہو دنگ

شب آمدن
در رزمگاہ

حبش نے کیا گم جو خاقانِ چین ۔ بہت سے مقید ہوئے نازنین
وہ زاہد کُش و مرد عابد فریب ۔ کہ بزمِ تجلی کو تھی جن سے زیب

فلک اون کے جلوہ پہ مفتون ہوا — سرافراز بزم ہمایون ہوا
کہا پھر کہ او ساقی عقل و کل — انہین بھی پلا دے کوئی جام مل
وہ مے گم ہو فکر فراز و نشیب — وہ مے او مے افزون ہو سامان زیب
وہ مے دے کہ مستی ہی ہو بار و مور — رہے آشیانہ مین مثل طیور
وہ مے دے کہ بیرو بھی خاموش ہو — وہ مے دے کہ ہر نیش چون نوش ہو
ادھر تو یہ تھا ذکر و فکر و نشاط — ادھر بیرگی سے کیا ارتباط
اڑا رخ سے جب رنگ امید گاہ — ہوئی ہما کے آسودہ یک سپاہ
مگر خواب سے تھا ہر اک تلخکام — کہ فردا وہ ہی مے ہے بے زیب جام
کوئی گم کئے تھا قرار و سکون — کوئی تھا اسی فکر مین سرنگون
خدا جانے فردا ہو کیا آشکار — خدا جانے ہو کون زار و نزار
سحر ہو زمین کس کی نقش بغل — فلک دے شجاعت کا کس کس کو پھل
کرے کون گلگون قبا زیب تن — کسے ہو تمنائے گور و کفن
کرے کون دست قوی غرق خون — خوش آئے کسے جامۂ نیلگون
اسی فکر مین کوئی بیدار تھا — نمایش گر رب غفار تھا
کہ دے لیل تیرہ کو رنگ سحر — بہار چمن ہو ہر ایک نقش پر
نسیم سحر اور باد صبا کو — کھلائے گل آرزو برملا

فتحیابی عثمان پاشا

سپہدار سلطان المعظم

جو فغفور چین کو رہائی ہوئی
تو دشمن کے دم میں صفائی ہوئی

رہا کچھ نہ اندیشۂ پیش و پس
نہ صوت درا اور نہ بانگ جرس

نہ وہ تیرگیٔ شب پہ گزند
مقابل ہوا آفتاب بلند

چلے ترک یوں بھر آہنگ جنگ
کہ صحرا و دریا سے شیر و نہنگ

اُدھر بھی جوانان روسی نژاد
ہوئے موجزن مثل سیل فساد

وہ اُمڈی سپہ در میانِ ستیز
اُمڈتا ہے جس طرح ابر مطیر

گھٹا کی طرح چھائی میدان میں
گھری فوج غازی کی طوفان میں

ہوا ناخدا گرم پیکار سخت
کہ بیکار دیکھا جو کشتی کا رخت

بڑھا مثل صرصر بسوئے عدو
ہوا فوج اشرار کے روبرو

کبھی چھپتا بانگ دہل کا خروش
کہ اُڑ جائے آواز سے جسکی ہوش

کہیں پر تھی آواز طبل و درا
کہیں نالہائے جرس کی صدا

کہیں دار و گیر یلیبان راز
کہیں پر کلید در فتح باز

ہوا گرم ہنگامۂ رستخیز
ہوئے بند ہر سمت راہ گریز

سر سر فرازان روم اور روس
بہم مل گئے مثل قرب نفوس

لرزنے لگا عرصۂ کارزار
دہلنے لگا قلب ناسازگار

چلی تیغ پر تیغ وہ متصل
کہ خون ہو گئے قربت آب و گل

کسی کو کسی کا نہ آیا خیال
گسستہ ہوا رشتۂ اتصال

ہوا دوسرا جنرل نامدار
اس ہنگامۂ سخت سے ہوشیار

بہت لیکے فوج شجاع دلیر
ہوا حملہ ور مثل غرندہ شیر

وہ کی آتش جنگ افروختہ
کہ جس سے ہوا لشکر بن سوختہ

قیامت ہوئی ترکیون مین بپا — دل افسران سے بل گیا
رہا جب نہ سامان جنگ و جدال — پریشان ہوا غازی نیکفال
ہراسان ہوئی نامداران روم — ہوئی یک بیک شاکی بخت شوم
اودھر سے شہ الگزندر جوان — سر کوہ سے تھا نظارہ کنان
اوسی دوربین سے آیا نظر — کہ فوج مخالف ہے زیر و زبر
جو دیکھا یہ حال تباہ و زبون — اوچھلنے لگا جس طرح موج خون
اوبلنے لگا آنسوون کے مثال — مچلنے لگا مثل چشم غزال
سپرین کو سجاتا کبھی دم بدم — کبھی رقص کرتا بشوق اتم
اودہر فوج برساتی تہی گولیان — ادہر پھینکتا یہ کلہ بے گمان
تعجب کہ تھا مثل رندان مست — اس ہنگامہ سے وہ نشہ خود پرست
گیا جب کہ جنرل سوئی شاہ روس — بغل مین لیا اوس کو مثل عروس
وہین فرق جنرل پہ بوسہ دیا — سزاوار اکرام بیحد کیا
نہ سمجھا کہ یہ گردش روزگار — نہ چھوڑے گی یک طرز پر زینہار
نہ سمجھا کہ از صدق بخت جوان — رہے بدر کب ابر کے درمیان
سپہدار تھا اوس جنگ آزمای — خردمند دانا دل تیز رای
اوٹھا جیسے اٹھتی غبار زمین — جھکا جیسے جھکتا ہے چرخ برین
زمین پر گرا سجدۂ بے نیاز — ادا کی دوگانہ خدا کی نماز
دعا کی کہ اے قوت بیکسان — رضا تیری [illegible]
ترا نقش انصاف عکس خیال — ترا عکس ذات نقش کمال
معرا منزا مبرا ہے تو — مصفا مجلا مصفا ہے تو

وہ تھا جامہ سرخ زیب سحاب | شفق میں ہو جسطرح سے آفتاب
برستے رہیں چشمہ چون ابر تر | مگر اشک حسرت تھا آب گہر
سپہ مقتدی اور وہ مقتدا | اودھر سے اجابت آدہر دعا
نیایش گری سے نہ آیا جو باز | امنڈنے لگی رحمت بے نیاز
صدا احسنت آئی افلاک سے | اٹھا مثل محشر کمین خاک سے
خدا جانے تلوار نے کیا کہا | کہ تکبیر کی دی صدا پر صدا
ہوا اسپ خوش رنگ پر وہ سوار | کمان گرز و شمشیر زیب کنار
اڑا یا ہر ایک سمت میدان میں | مہوں دلاور تھا باد صبا
لگے دیارو کہے دریمین | فلک پر کبھی گاہ سوئے زمین
کبھی تھا روان جانب دشت و کوہ | کبھی پیش رفتار صرصر ستوہ
وہ دوڑا اپرے آسمانی گیا | اڑا تیز ایسا جہانسے گیا
ہوا دوسری اسپ پر یہ سوار | دلیر جوان افسر نامدار
چلا یہ بھی اوسکے قدم بر قدم | کہ طے کر گیا دم میں راہ عدم
منہوں سوم اور آباد وہان - | گیا پشت پر اسکے یہ پہلوان
وہ تھا حسن میں گرچہ طاؤس دم | مگر تھا حقیقت میں فولاد سم
وہ دم تھی کہ تھا نجم دنبالہ دار | نبالیبل نیزہ عدو کا شکار
وہ گردش میں تھا مثل چرخ برین | وہ خوبی میں تھا جیسے مہر مبین کو

نہایت حسین توسن شاہوار ہوا شہسوار اوس پہ آخر سوار
جو دیکھا تو یہ آسمان ملب ہے زیر شہ اسپ جو کمند
گیا اس طرح جانب نوح رزمیں کہ دلدادہ رجلہ گاہ عروس
تھا تھی کمان اور قد چو خدنگ زمین پست از بیخ گرد اوتھا و تنگ
کبھی مثل برق درخشندہ تھا کبھی مثل گردون گردندہ تھا
کبھی تھا سوئے میمنہ گرم جنگ کبھی میسرہ اسکے جا پہ تنگ
کبھی پشت دیپس کر برنگ ہوا کبھی قلب لشکر مین تھا بلا
لیا تیغ بران سے وہ کار سخت کیا قطع اسوار کا ساز و رخت
ہوئے سر جو تن تن کے تن سے الگ رہے بے تکلف کفن سے الگ
ہوا ار دمحشر بیابان مین کہ تھا حشر اجساد مید منہ
جو گرتا تھا رہ رہ کے اس فوج جہنم مین جاتا تھا بن بن کے موج
کہ تھا بحر خون اوس زمین پر ران وہ سیلاب آتش کا تھا اک دھوان
جھکی جب پہ شمشیر خارہ شگاف اٹھا سر نہ پھر اف وگزاف
سپر خود و سینہ بیرن اندرونا تھا انبار ہر ایک کا بر زمین
ہزاروں ہر دم مین کئی سر قلم گئین بھول روحین مقام عدم
سبک سیر اسپ مبارک نقش ستم گھر سے رہ ندتا بیش و پیس
کوئی تیغ سے گر کہین بچ رہا تو لیکا اسپ جو تھا نے تھا
اور اک جا براہیم بہ ام زور سمجھتا تھا دشمن کو مانند مور
براہیم آذر کا گرز گران بتون کی طرح توڑ تا استخوان

اور اک سمت کو غالب پرشعور
چلا جلد خندق سے کر کے عبور

سوار ایک روسی سپہ کا دلیر
ہوا ہم عنان اسکے مانند شیر

کیا مرد غالب نے نیزہ کا وار
تو مغلوب غالب ہوا وہ سوار

گیا نیزہ پشت جوان گذر
اوٹھایا اوسے زین سے مانند پر

نہ تھا نوک نیزہ پہ دشمن کا سر
کہ تھا نخل وقواق کا ایک ثمر

جوانان روسی ہوئے خوفناک
لیا توپ نے کار برق ہلاک

دلیروں نے دیکھا جو وقت دغا
کرے قافیہ تنگ ہر ایک کا

گرے جا کے توپوں پہ مانند شیر
کیا گولہ انداز دشمن کو زیر

خدنگ و سنان کھا کے مرد دلیر
ہوئی زندگانی سے آخر کو سیر

لگے فرد نسخ دیکھنے نقیب
کہ نصر من اللہ و فتح قریب

ہو گئے حملہ آور جو ترکان سخت
عدو کا ملا خاک میں ساز و رخت

پریشان ہوتے سب پیچ و پیار
پیادہ کا رخ تھا سو ہی سوار

ملے وان کب کیونکہ راہ نجات
اجل نے کیا اسپ سرکش کو مات

بہم مل گئے دونوں نار اور نور
چو امواج دریائی تیز اور شور

بہ رنگ سر موج دریائے خون
ہوئے غرق ساز و خر و سرنگون

ہوا اختر روس تاریک تر
کہ تھا بخت برگشتہ زیر و زبر

نہ کام آیا منصوبۂ سود مند
کیا پست ذرہ زمین نے بلند

جو منہ پھیرتا کوئی از خوف سیف
تفنگ و سپر ڈالکے کرکے کئی حیف

فراری ہوئی گرچہ توپ افگنان
سلامت مگر لیکے نکلے نہ جان

جو باقی رہے وہ ہراسان ہوئے — سوئے دشت صحرا گریزان ہوئے
یہان تک ہوا قتل ہر ایک کا — سقر مین رہی او زد و فغین جا
لڑے ترک خونخوار جی کھول کر — کیا فوج دشمن کو زیر و زبر
نہ اُن تیز دستون سے روز وغا — اجل کو قرار و سکون مل سکا
ہوا بخت بد سے بحال زبون — نشان شہ روسیان سرنگون
لوائے ظفر سے تھا ترکون کا کام — مگر تھا حقیقت مین عثمان کا نام
بہت ثمرت مرگ سی ہو کے سیر — ہوئے دام ترکان مین آخر اسیر
ہوا گرچہ ویران مکان مراد — مگر قید خانہ تھی آباد و شاد

مضطرب شدن شہنشاہ روس

مگر شہنشہ کو آیا نظر — کہ روسی تبہ ہو گئے سربسر
بہایا کیا چشم پر نم سے خون — ہوا رفتہ رفتہ نمایان جنون
گلستان اُسے سنگ خارا ہوا — دل مطمئن پارا پارا ہوا
ہوا شرم سے سخت خوار و ذلیل — فراموش کیا ہر معین و کفیل
اُتر کر وہ سے پھر بحال خراب — چھپا جسطرح سے چھپے آفتاب
سمجھا صید آہو بنا تھا دلیر — نہ سمجھا کہ آہو کرے صید شیر
لگا کرنے پیچھے صید ماہی بشست — ہوا صید ماہی سے بیکار و زشت
شہنشہ کا رخ زعفران زار تھا — دہن خندہ روئی سے بیزار تھا
سہا انتظار مین فراز و نشیب — لگا سوچنے فکر و مکر و فریب

خبر دادن عثمان پاشا از فتحیابی بسلطان عرش آشیان

سپہدار عثمان عالیجناب | ہوا لشکر شہ پہ جب فتحیاب
سرتار سے شاہ کو دی خبر | کہ بدخواہ کو سخت پہونچا ضرر
ہوا یار اقبال سلطان دین | پھرے گردش آسمان سے بین
رضا مند جیسے ہو پروردگار | عروس ظفر اسکے ہو ہمکنار
ہوا اسکے خوش بادشاہ زمین | کھلا جیسے کہلتا ہو نخل چمن
جوان لایق سرفرازی ہوا | مخاطب بعثمان غازی ہوا
کوئی اور لا ساغر زر نگار | کہ ساقی زمانہ کا کیا اعتبار
نہیں دیرپایان کا ساز نشاط | غم و رنج کا ہے بہت ارتباط

خالی شدن پلونہ از عثمان پاشا

زمانہ سے راحت کا کب ہی مآل | کبھی بعد ہے اور کبھی اتصال
یہ نیرنگی ساغر نیلگون | کسی کو ہے مَی اور کسیکو ہے خون
کسی کے لئے وا ہی شیر کباب | کسی کے لئے چاہی بین خلاب
کرے گرگ کو گاہ صیاد کو | کبھی سگ کو دی شیر غرا نکاد

کبھی ہو خزان شکستہ بہار | کبھی دامن گل کو آزار خار
کبھی زور بازار ناکس ہو گرم | کبھی سختی بخت نادر ہو نرم
کرے مشتق پیدا نگی صبح شام | الجھکر رہے مرغ زیرک بدام
وہ دل کون ہے جو نہیں دردمند | سب آزاد ہیں یان گرفتار بند
کبھی اپنے یوسف کو زندان کھائے | کبھی قید خانے سے ایذا نہیں لائے
کبھی صلح مین جنگ کا التزام | کبھی داروئے تلخ مین زہر کا جام
کبھی خون بہانے ہی ہے اسکو کام | کہ ہے خون فاسد کا فصاد خام
کشایش کبھی بستگی مین وہ لائے | کبھی زخم سے کار مرہم دکھائے
گذارش گر داستان عجیب | یہ لکھتا ہے حال عجیب و غریب
کہ جب روس نے سخت کھائی شکست | کمر کینہ خواہی پہ کی اپنی چست
بہ تدبیر شاہان وہ راستے نکو - | مہیا کیا لشکر جنگ جو
ہر ایک شہر و قریے سے آئی سپاہ | ہوئے جمع جو ہو گئی تھی تباہ
نہ باقی رہا روسیوں مین کوئی | کہ جس نے نہ کی جنگ کی پیروی
جہان تک کہ جاتا تھا پیک نظر | ہر ایک سمت تھا لشکر کینہ ور
ہوا اسقدر روسیوں کا ہجوم | کہ گرمی سے تھا سنگ بھی مثل موم
اٹھا انبوہ سے فوجی بیگمان | تھا دست گریبان بھی آسمان
ہوا عرصہ گاہ ستیز دلیران - | تپہ از یورش فتنہ دیگران
نکل ترک سے پائی نہ راہ فراز | سمٹنے لگے اور شاہ دراز
کہیں روسی سخت تھی صف بصف | کہیں شاہ روسیان یکطرف

گھرے ایسی ترکان ازج مسیر | گھرے ابر مین جیسے ماہ منیر
ہوا روسیون پر بہت کار تنگ | پھر آخر ہوئی جملہ سرگرم جنگ
نہ بارود پاس انکے بھر بند و | نہ غلہ کہ ہو آتش فاقہ سرد
سراسر تھی کب آرزو | نہ طبل و درا اور نہ جام و سبو
اگرچہ وہ آئے تھے جیتے سو سیر | مگر جان دہی مین بڑی تھی دلیر
نہ فکر شبینہ نہ ذکر بھار | مگر سینہ زن ہو کے تھا وہ غدار
طلب کر کے دانشوران سپاہ | لگی سوچنے وہ بربیت کی راہ
کہا سب نے ہے اسمین بہبود جان | نکل جائین لڑ کر بہ تیغ و سنان
سپاہ عدو پہ گرین سب بسب | نہ مطلق کرین اپنی جانکا خطر
کیا عہد ملکر کہ وقت پگاہ | کرین لشکر شہہ کو خوار و تباہ
رہین کب نکلک حسن تدبیر مین | مگر غرق ہون آب شمشیر مین
عجب کیا کہ تقدیر بنکر سبیل | دکھائی ہین تربت رہ دلیل
بلندی گراستے نہ آواز کوس | ہوا اس سے آگاہ جاسوس پس
گیا وانسے مانند تار نظر | پہ دی رودس مین جاکے اُسنے خبر
کہ ہے عزم بالجزم فوج غنیم | کرے قلب مردان لشکر دو نیم
دیا جلدی لشکر خبردار بہم | ہوا خواب غفلت سے بیدار بھیم
سنبھل کر رہا شل ہوش جوان | ہوئی گم نہ چون عقل تاب و توان
ہوا صف بصف لشکر شاہ روس | ہوا دم مین آراستہ چون عروس
نشہ ہے سد اسکندری کی مثال | کہ تھا انکے دل مین خیال ال

بنایا گویا قلعہ آہنے | کہ دیوار و در جسکے تھے پر منی
کسی سمت توپ کلان کی قطار | کسی جا تھے پیدل کسی جا سوار
ادہر سے سپہدار عالیجناب | گرا جیسے طایر پہ باز و عقاب
ہوا برہم از بسکہ میدان کین | زمین فلک تھی سراسر زمین
بہت بارش تیر بے پر ہوئے | کہ صف شکل مژگان سراسر ہوئے
نہ تھی مانع راہ توپ و تفنگ | نہ بیم نہنگ نہ خوف پلنگ
ہر اک صف سے سطور گذر جو ان | کہ رستم گیا جانب ہفتخوان
ہوئے قلب اول شکست و خراب | تو قلب دگر مین ہوا اضطراب
چمکنے لگی برق میدان مین | سمٹ کر گری فوج عثمانیین
پریشان ہوا مجمع باطنی کو | گریزان ہوئے شوکت ظاہری
سپہدار عثمان گردون لوا | ہوا زخمی و خستہ روز وغا
گرا اسپ خوش رنگ سے زیر زین | منتو ہوئی اوس کے گرنے زمین
چمکنے لگی جب زمین چار سو | دمکنے لگا رنگ فوج عدو
اشد گر کہ ہے ترک نام آوران | ہوئی انکی جان وقف تیغ و سنان
جب عثمان پاشا نے دیکھا یہ حال | کہ ہے فوج مجروح و خستہ کمال
بہت اون کے غم سے ہوا چشم نم | کہ ناحق ہوئے صید گرگ ستم
کیا فوج ترکان سے عزم حصار | گریزان سے ہاتہ جائے کہبار
مگر ایک جاسوس آیا دوان | کہا اوس نے احوال مخفی عیان
کہ ہے ہوا جب تھی وہ حصار | [illegible]

پلوز میں اپنا کیا بندوبست
سنا جب یہ حال تباہ و خراب

مگر جب ورو دکھلائے سیلاب آب
یہی وقت فرزانگی بر ملا

کہے حکم تقدیر سے گر بیہ
نہ ہے فائدہ جبکہ آہنگ جنگ

بھلا کب ہے یہ لطف مردانگی
خدو صاحب ان کو نامراد

نہ شب کو ہوئی خواب جنت نصیب
نہیں مقتضائے مروت ہے یہ

روا کب ہے خون ریزی ہمگنان
مگر آزردہ دل ہو کوئی خستہ حال

دلیری جو شاہان افسر تھے
ادھر سے فلک نے جو کی کجروی

مگر سے ایک سے ایک صد مرد کار
ہوا استعداد اثر دہام رجال

جب اوس فوج سے شش کا یہ
ہوا خستہ گیں ہر جنگی جوان

گرا سے فوج ترکان ناموس ننگ
ہوا سہل ترا و نپہ یہ کا سخت

لگا کہنے عثمان گردون رکاب
نہیں قابل انسداد و صواب

کہ فتنہ فرو ہو بوقت دغا
نہیں ان دو تدبیر بہتر نہیں

تو وہ جنگ ہے موجب عار و ننگ
کہ ہو خون لشکر بہ بیگانگی

ہوا جب ہے سرگرم بہر جہاد
نہ دن کو ہوا خوان نعمت نصیب

ہوا سر ظہور عداوت آہ کن
نہیں ہے یہ شایان جنگ یلان

یہ بہتر ہے ویران ہو کارجہان
بجز صلح اصلاح دیگر نہ تھے

ہوا مجمع روسیان غبی
ہوا بلکہ اس سے بھی افزون شمار

کہ شمشیر بھی کھینچا تھی محال
لیا گھیر نقطہ جو دو و سیاہ

کیا نعرہ مانند شیر ژیان
مناسب نہیں بخت طالع سی جنگ

نہ اب عزم پیکار بیجا کرو ۔ نہ کام اپنا غیظ فراوان لو
سنا جب کہ تیر کو ان تقریر کو ۔ جھکایا وہین نوک شمشیر کو
رہا پھر نہ یارا ے جنگ و جدال ۔ تغیر ہوا اُن کے ہمت کا حال
کہا پھر یہ عثمان نے با درد و آہ ۔ کہ اے روسیان تباہ و سیاہ
تم اب جا کے دو آشتی کی خبر ۔ کہ آئے اِدھر جنرل نامور
سنا اور وہ آیا جوان دلیر ۔ بصد عجز و الحاح نزدیک شیر
بہادر نے دی اُسکو شمشیر تیز ۔ کہ مطلق نہ باقی تھا عزم ستیز
ہماری طلب کی برائی سپاہ ۔ کہ تھی بھوک سے وہ سراسر تباہ
کباب تر و نان و گرد نیمہ ۔ وہ لایائی فوج ترک دلیر
شکم تھا تہی دل تھا لبریز درد ۔ ادھر آہ گرم اور اُدھر آب سرد
پیا اور کھایا برنج و الم ۔ گئی بھوک آیا مگر درد و غم
گرسنہ رہا جب نہ کوئی جوان ۔ بہت خوش ہوا پہلوان جہان
بہ گرمی و سردی جو آئی نظر ۔ رم آرام اُنکا ہوا سربسر
ادھر شاہ روس محبت گزا ۔ مقید تھا دیدار عثمان کا
سواری جو آئی بصد کر و فر ۔ سوار اُسپہ عثمان ہوا باخطر
گیا جب حضور خداوند تخت ۔ اُٹھا بہر تعظیم وہ نیکبخت
شہنشاہ نے با نشاط خوشی ۔ جگہ اس کو ایک کرسی زر کی دی
عطا کی تھی اپنے کی تیغ تیز ۔ رہے اس سے تا دیر مدح ستیز
رہے آن مین جو گفتگو ہمد گر ۔ نہین ہے کسیکو بھی اسکی خبر

ہوا اس مسرت سے جب بہرہ مند
رہا نہ سپنج سپہر بلند

اوسے لیگیا جانب تخت گاہ
گیا ہمرہ شاہ خیل سپاہ

مصرح ہے یون راوی جنگ جنگ
کہ ایسلات صبح مین تھی بیدرنگ

کدھر ہے کدھر ساقی مہ لقا
لو! جام اسوقت ایسا پلا

کہ ہو جنگ مین صلح بابرگ وساز
دکھاوے خمار اپنا رنگ نیاز

بہم سرکہ و انگبین جب ملے
نہ سودا و صفرا کا شکوہ رہے

تھا ہفت اندام سے دی نکال
وہ خون متعفن بہ سنگ کمال

نہ باقی رہے درد دل برملا
ہو وارو نوشیرے حاصل شفا

بعد از خالی شدن پلونہ صلح باہم

گیا ہو کے یون عرصہ کارزار
کہ باقی ابھی تک ہے میدان کار

لٹا جند اجند اجندا
بہت یون ہی کر کے چلنا روا

جو کچھ رنگ بیا حال فوج عدو
اوسے بھی اکا ہے مانہ گفتگو

کہ جب روسیون نے پلونہ لیا
زمانہ کو اپنا مسخر کیا

سلیمان پاشا کو پہونچی شکست
[illegible]

رشید شب چلا اور کر سے
اگرچہ سخت [illegible]